قلب میں سوز نہیں
روح میں احساس نہیں

مرتبہ

شاہد احمد

ناشر

ایجنسی ہمدرد دواخانہ ۳۱۲، رام گنج بازار، جے پور

﴿جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ﴾

نام کتاب : قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں

نام مرتب : شاہد احمد

سن اشاعت : ۲۰۱۱ء

تعداد اشاعت : 500

اشاعت : بار اوّل

کمپوزنگ و پرنٹنگ : گلوبل کمپیوٹرس، رام گنج بازار، جے پور-9460866130

ضخامت : 32/صفحات

سائز : 23x36=32

ناشر : ایجنسی ہمدرد دواخانہ ۳۱۲، رام گنج بازار، جے پور

فون: 0141-2607012

ملنے کا پتہ

ایجنسی ہمدرد دواخانہ ۳۱۲، رام گنج بازار، جے پور

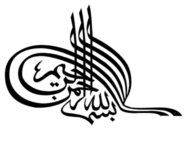

امیر المؤمنین حضرت علیؓ کو خبر ملی کہ کوفہ میں لوگوں نے جا بجا منبر بنا لئے ہیں اور ان پر بیٹھ کر لوگ وعظ کر رہے ہیں۔ آپؓ اپنے چند اصحاب کو لے کر کوفہ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ واقعتاً ایسا ہی تھا۔ آپ سب سے پہلے نظر آنے والے منبر کے قریب گئے اور جو شخص وعظ کر رہا تھا اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے، اس شخص نے کہا کہ میں وعظ کے ذریعہ لوگوں کو دین کی باتیں بتا رہا ہوں۔

آپؓ نے اس سے دین کے بارے میں کچھ سوالات کیے وہ شخص جواب نہیں دے سکا آپ نے اس کو نیچے اتار کر منبر کو تڑوا دیا۔ اور کہا کہ دین میں اپنی مرضی چلاتے ہو، اسی طرح آپ نے تمام منبر تڑوا دیئے آخر میں ایک منبر باقی بچا تھا۔ آپ اس کے قریب گئے تو دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکا اس پر بیٹھا ہے، دریافت کیا کہ صاحبزادے کیا کر رہے ہو، وہ جوان جو دراصل خواجہ حسن بصریؒ تھے کہنے لگے حضرت میں کچھ نہیں کر رہا ہوں میرے پاس کچھ احادیث ہیں میں انھیں پڑھ کر لوگوں کو سنا رہا ہوں، حضرت علیؓ کو ان کا جواب بہت پسند آیا اور فرمایا کہ تم یہ کام جاری رکھ سکتے ہو۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ سے ایک شخص نے کہا کہ حضور میں بعد نمازِ فجر مسجد میں وعظ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اس کو منع کر دیا۔ وہ شخص کہنے لگا آپ مجھے ایک نیک کام سے منع کرتے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ جب تو وعظ شروع کرے گا تو تیرے دل میں

غرور آجائے گا کہ میں اتنا اتنا جانتا ہوں، کہیں اس گھمنڈ میں تو برباد نہ ہوجائے،اس لئے منع کرتا ہوں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص وعظ کر رہا ہے اور کچھ سامعین وہاں موجود ہیں آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ شخص کون ہے اور کیا کر رہا ہے،لوگوں نے جواب دیا کہ حضور یہ ہمیں دین کی باتیں بتا رہا ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ تو ناسخ ومنسوخ کے علم سے واقف ہے یا نہیں؟ وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے نہیں معلوم ،حضرت علی نے اس شخص کو مسجد سے نکلوا دیا۔

ایسے کئی مشہور واقعات صحابہ کے دور میں ہوئے ہیں،اور ان باتوں سے ان کا مقصد صرف یہ ہوتا تھا کہ کہیں کوئی شخص اپنی بساط سے زیادہ بات نہ کہہ جائے یعنی جتنا اسے معلوم ہے اس سے آگے نہ بڑھ جائے ،اگر اس سے آگے بڑھے گا تو خود بھی ہلاک ہوگا اور دوسروں کو

بھی ہلاکت میں ڈالے گا۔

ہمارے علماء نے واعظ اور وعظ کی جو شرطیں بتائی ہیں وہ ایسے ہی نہیں بتائی ہیں۔ ہمارے علماء جانتے ہیں کہ منبر کو ہر کس و ناکس اپنی جائے نشست نہیں بنا سکتا کیونکہ وہ ایک معتبر اور معزز مقام ہے، نائب رسول کی جگہ ہے، اگر ہر کوئی اس پر بیٹھ جائے گا تو دین میں فساد پیدا ہوجائے گا۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج ایسا ہی ہو رہا ہے۔

آج ایک فیشن چل نکلا ہے کہ مجھ جیسے جاہل اور ناواقف لوگ بڑی شان سے سینہ تان کر منبر پر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنی بساط سے زیادہ بول جاتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں حلم اور بردباری اور اخلاق کا دامن نہیں چھوڑا جاتا، ذاتیات کو بیان نہیں کیا جاتا، اور اگر کسی سے دشمنی بھی ہو تو اسے اپنی باتوں میں طعن کا شکار نہیں بنایا جاتا ، نہ تو غصہ اور نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے اور نہ ہی کسی کی بہن، بیٹی پر

تہمت لگائی جاتی ہے۔

لیکن ایسا ہوا ہے کہنے والے نے اپنی بساط اور اپنی معلومات سے بہت آگے بڑھ کر منبر پر بیٹھ کر اولیاء کرام کی شان میں گستاخی کی۔ ان کو سیدھے سیدھے الفاظ میں شیطان ثابت کیا، اور دوسرے کی بہن بیٹی پر غیر مردوں کو، نامحرموں کو سجدہ کرنے کی تہمت لگائی، اولیاء کرام کو نہ صرف شیطان کہا بلکہ ان کی لکھی ہوئی کتابوں کو قطعی غیر معتبر بتایا۔

دراصل یہ پرچہ لکھنے کا سبب ہی یہ واقعہ ہے۔ تاریخ ۲۸/ محرم ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۵/جنوری ۲۰۱۰ء کو بروز جمعہ مسجد محلّہ بساطیان جے پور میں ایک مولانا صاحب نے یہ بات کہی تھی۔

جب اس شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ منبر پر بیٹھ کر کچھ بھی بول دے تو مجھے بھی حق حاصل ہے کہ اس کے جواب میں میں بھی کچھ کہوں، بیشک دو چار کتابیں پڑھ کر کوئی عالم نہیں بن جاتا ، اسی

طرح ایک آدھ چلہ لگا کر بھی کوئی عالم نہیں بن جاتا، اور اس کو یہ حق حاصل نہیں ہوجاتا کہ جو چاہے بکواس کردے۔

ہمارے نزدیک اولیاء کرام کو شیطان ثابت کرنے والا خود شیطان ہے، کیا وہ یہ بات جھٹلانے کی ہمت کرسکتا ہے کہ آج ہندوستان میں ہم کس کی بدولت مسلمان بنے بیٹھے ہیں ان کے قدموں کے طفیل ہمیں روزی روٹی مل رہی ہے اگر وہ ہمارے بیچ نہ ہوں تو ہزاروں بلائیں ہم پر نازل ہوجائیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی، خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ اجمعین یہ تین اللہ کے شیر تھے جنہوں نے اکبر کے دینِ الٰہی کو شکست دی اگر یہ حضرات اس دور میں نہ ہوتے تو اکبر نے اسلام کو ہندوستان سے تو کم از کم ختم ہی کر دیا ہوتا، شیخ عبدالحق وہ واحد ہستی ہیں جو ہندوستان میں سب سے پہلے فن حدیث لیکر آئے اور بیشمار کتابیں لکھی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا یہ لوگ شیطان تھے؟ کیا ان کی

لکھی ہوئی کتابیں غیر معتبر ہیں؟

مسجد تو اللہ کا گھر ہے ذاتیات بگھارنے کی جگہ نہیں ہے۔ ان باتوں سے تو اور جھگڑے بڑھ جائیں گے، بحث وتکرار اس وقت بڑھتی ہے جب کوئی شخص اپنی بساط سے آگے بولتا ہے، مثال کے طور پر ایک صاحب فرمارہے تھے کہ بھائیو! پل صراط کے نیچے ایک طرف دوزخ ہے اور ایک طرف جنت ہے، ہم نے جب ان کو ٹوکا حضرت جنت تو پل صراط کے پار ہے تو برامان گئے۔

دوسری مثال: ایک صاحب فرمارہے تھے کہ ”جب حضرت ابراہیم کو قارون نے آگ میں پھینکا..............“ ہم نے ٹوکا کہ جناب وہ قارون نہیں ہے نمرود ہے تو لڑنے مرنے کو تیار ہوگئے۔

تیسری مثال سنئے ایک صاحب کے لفظ ہو بہو یہ تھے ”نماز پڑھنے سے اللہ کی مدد نہیں آتی ہمارے ساتھ نکلو گے تو اللہ کی

مدد آئے گی“۔نعوذ باللہ کیسا کفر یہ جملہ ہے۔

چوتھی مثال: مغرب کی نماز کے بعد ۲ رکعت سنت موکدہ ہیں جان بوجھ کر چھوڑنے والا گنہ گار ہوتا ہے، میں نے کئی مرتبہ مشاہدہ کیا ہے کہ منبر پر بیٹھ کر بولنے کے شوق میں بولنے والا سنت موکدہ کی دو رکعت چھوڑ دیتا ہے یعنی سنت موکدہ ادا کرنا ضروری نہیں منبر پر بیٹھ کر بولنا ضروری ہے۔ دو مرتبہ تو میں نے اس کے ساتھیوں کو بھی گواہ بنایا کہ دیکھو اس شخص نے دو سنت موکدہ نہیں پڑھی ہیں۔

چاہے کوئی یقین کرے یا نہ کرے میرا تو گواہ اللہ ہے اور اللہ سے بڑا کوئی گواہ نہیں۔کیا ایسا کرنے والوں کو بالکل بھی خوفِ خدا نہیں ہے؟ کیا مر کر انھیں اللہ کے حضور نہیں جانا ہے؟۔

حضرت شاہ محمد ہدایت اللہ صاحب جے پوری (جن کے نام پر جے پور کی مایہ ناز یونیورسٹی جامعہ ہدایت ہے) اپنی کتاب ”معیار السلوک

ودافع الاوہام والشکوک“ میں لکھتے ہیں کہ ”مسلمان جب تک اپنے آپ کو سجدے میں گرا کر دنیا کی ہر حقیر چیز سے بھی زیادہ حقیر نہیں جانے گا وہ اللہ کے قریب نہیں ہوسکتا ہے۔اس شخص کا کیا حشر ہوگا جو اپنے آپ کو سیدھا صحابہ کی صف میں شمار کرتا ہے“۔

جس طرح بڑے شیوخ کے خلفاء کی تعریف کرنا عین انھیں کی تعریف ہے اور ان کی تعریف عین صحابہؓ کی تعریف ہے اور ان کی تعریف عین نبی کریم ﷺ کی تعریف ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف حقیقتاً رب العلمین کی تعریف ہے اسی طرح بزرگانِ دین اور اولیاءِ کرام کی برائی کرنا آگے تک پہنچ جاتی ہے۔

حضرت شاہ محمد ہدایت علی صاحب نقشبندی اپنی کتاب ”احسن التقویم“ میں فرماتے ہیں کہ ”یہ کس قدر بے عقلی کی بات ہے کہ بزرگوار علماء کو اپنی تحقیق کے مقابلہ میں ناقص جانے اور ان کے مقابلے میں اپنی تحقیقات کو ترجیح دے“۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

عقل قربان کن بہ پیشِ مصطفےٰ
حسبی اللہ گو کہ تا اللہ کفےٰ

یعنی اپنی عقل کو حضور کی عقل پر قربان کردے اپنی سمجھ کو کافی مت جان خدا کو کافی جان کہ تیری غیب سے مدد ہو۔

ذرا سی دینی معلومات ہوتے ہی ہم تکبر کے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتے جبکہ ہمارے اسلاف کی تواضع کا حال یہ تھا کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی سجدہ قبول فرمالے تو اس کا فضل ہے ورنہ میری تمام عمر کی عبادت بیکار ہے۔

اس کے برخلاف ایک صاحب نے تو منبر پر دعوئ ایمان ہی کردیا۔ذرا ملاحظہ فرمائیے:

”تمہاری بیویاں اور بیٹیاں نہ تو نماز پڑھتی ہیں اور نہ

درود شریف پڑھتی ہیں تم خالی خولی اتباع کا دعویٰ کرتے ہو، ارے صحیح اتباع کرنے والے ہم لوگ ہیں ہمارا پہناوا شریعت کے مطابق ہے ہمارا چہرہ شریعت کے مطابق ہے، ہمارا بچہ بچہ روزانہ پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تم لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہو کہ مسلمان ہو، اصل ایمان والے تو ہم ہیں۔

مندرجہ بالا الفاظ ہو بہو ان صاحب کے زبان سے نکلے ہوئے ہیں۔اس بات کا بھی اللہ شاہد ہے ، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا ہماری بیویاں، بیٹیاں ان صاحب کے سامنے آکر نماز پڑھیں گی تو ان کو یقین ہوگا کہ ہاں نماز پڑھتی ہیں، اور پانچ ہزار مرتبہ درود شریف کا دعویٰ انھوں نے کیا نبی کریم پر احسان کرنے کے لئے کیا ہے؟۔گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی اگر ایک مرتبہ درود شریف پڑھیگا تو کبھی نہیں جتائے گا کہ میں نے درود شریف پڑھا ہے، بزرگانِ دین کے وصال کے بعد اللہ ان کے راز کھولتا ہے کہ یہ ولی کتنے کتنے ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتا ہے،

پڑھنے والے نے کبھی اپنی منھ سے دعویٰ نہیں کیا، حیرت یہ ہے کہ سنت موکدہ اور دوسری سنت نمازیں چھوڑنے والا پانچ ہزار مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھنے کا دعویٰ برسرِ منبر کر رہا ہے۔اللہ اپنی امان میں رکھے۔

اگر آپ نے کسی عورت کو کسی غیر مرد کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے تو جا کر اس کو منع کیجئے ، ساری قوم کی عورتوں پر کیوں الزام لگا رہے ہیں۔

صحیح بخاری جلد اول باب ۳۶:

باب:- مومن کو ڈرنا چاہئے کہ اس کے اعمال مٹ نہ جائیں اور اس کو خبر بھی نہ ہو۔

''حضرت ابراہیم تیمی ایک عظیم بزرگ بھی تھے اور بہت بڑے واعظ بھی، انھوں نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب میں نے اپنے گفتار اور کردار کو ملایا تو مجھ کو ڈر ہوا کہ کہیں میں (شریعت کے) جھٹلانے والوں میں سے نہ ہوں''۔

اللہ اکبر کس قدر خوفِ خدا ہے کہ باوجود باایمان ہونے اور خدا کے مقرب بندے ہونے کے اپنے پر کتنا شک ہے۔

''ابن ملیکہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۳۰ رصحابہ کی صحبت پائی ہے ان میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر نفاق کا ڈر لگا ہوا تھا۔ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرائیل اور میکائیل جیسا ہے''۔

یعنی کبھی ایمان والا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جبکہ وہ حضرات صحابہ کرام تھے، آج منبر پر بیٹھ کر لوگ کتنی آسانی سے ایمان کا دعویٰ کر جاتے ہیں۔

صحیح بخاری جلد اول باب ۵۳:

باب:۔حضور ﷺ صحابہ کو موقع اور وقت دیکھ کر ان کو سمجھاتے اور علم کی باتیں بتلاتے تا کہ ان کو نفرت نہ ہو جائے۔

حدیث نمبر ۶۸: حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ

انھوں نے کہا کہ حضور دنوں میں ہم کو نصیحت کرنے کے لئے وقت اور موقع کی رعایت فرماتے تھے۔آپ اس کو برا سمجھتے کہ ہم اکتا جائیں۔

حدیث نمبر ۶۹:

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں پر آسانی کرو سختی نہ کرو، خوشی کی بات سناؤ نفرت نہ دلاؤ۔

حدیث نمبر ۷۰۔

عبد اللہ بن مسعود ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ سناتے ایک شخص نے کہا کہ میری آرزو ہے کہ آپ ہر روز ہم کو وعظ سنایا کریں۔انہوں نے فرمایا کہ میں ایسا کرسکتا ہوں یعنی روز وعظ سنا سکتا ہوں، لیکن میں ایسا اس لئے نہیں کرتا کہ تم کو اکتا دینا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا۔اور میں تو موقع اور وقت دیکھ کر تم کو نصیحت کرتا

ہوں جیسے آنحضرت ہمارا وقت اور موقع دیکھ کر نصیحت فرماتے تھے ۔آپ کو یہ ڈر تھا کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

ہم نے ہمارے بزرگوں سے سنا ہے کہ مومن وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہے۔ جو اپنے پڑوسی کا خیال رکھے جس کے اخلاق بہترین ہوں۔ جو اپنے بیوی بچوں کو حلال کمائی کھلاتا ہو اور ان سے نرمی اختیار کرتا ہو وغیرہ وغیرہ۔

لیکن آج مومن کی تعریف بدل گئی ہے، ہمارے ایک دوست مولانا شاکر جب جب بھی مسجد میں وعظ کرتے ہیں یہ جملہ ضرور ادا کرتے ہیں۔

''مومن وہ ہے جو چار مہینے لگائے گا، جو چار مہینے نہیں لگائے گا وہ مومن نہیں''۔

ان ہی کا ایک اور جملہ سنئے: ''اگر ولی بننا ہے تو چار مہینے لگا دیجئے، چار مہینے میں آپ اللہ کے ولی بن جائیں گے''۔

ایک دوسرے صاحب کا جملہ سنئے: ''عبادت کرنے سے مسلمان ولی نہیں بنتا بلکہ ہمارے ساتھ نکلے گا تو ولی بنے گا۔''

یہ وہ جملے ہیں جو مسجد میں ادا کئے گئے ہیں۔ واہ کیا بات ہے گویا یہ لوگ مومن گر بھی ہیں اور ولی گر بھی ہیں۔

صحیح بخاری باب نمبر ۲۸، حدیث نمبر ۵۰

''حضرت علی نے کہا میں نے آنحضرت سے سنا آپ نے فرمایا، اخیر زمانے میں کچھ نوجوان کم عمر، کم عقل لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو اچھی اچھی بات کہیں گے یعنی کوئی آیت یا حدیث پڑھ کر سنائیں گے اور اس سے سند لائیں گے۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ایمان کا نور ان کے گلے کے نیچے نہیں اترے گا۔ بس زبان پر اللہ اللہ ہوگا اور دل میں کفر ہوگا۔''

حدیث نمبر ۵۱:

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے انھوں نے کہا حضور نبی کریم فرماتے تھے کچھ لوگ تم میں ایسے پیدا ہوں گے کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو ان کی نماز کے مقابلے میں، اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں اور اپنے نیک اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلے میں حقیر جانو گے۔ قرآن پڑھیں گے مگر زبان سے، قرآن ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے، جیسے تیر شکار سے''

صحیح بخاری باب نمبر ۶۲۷، حدیث نمبر ۱۰۴۳

''حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور کے پاس آیا اور کہنے لگا میں جو صبح کی جماعت میں شریک نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شخص جو امامت کراتا ہے لمبی نماز

پڑھا کرتے ہیں، ابو مسعود کہتے ہیں کہ میں حضور کو کبھی اتنے غصہ میں نہ دیکھا جتنا اس دن دیکھا آپ فرمانے لگے لوگو! تم میں بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو دین سے نفرت کرا دیں، دیکھو جو کوئی نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھائے اس لئے کہ مقتدیوں میں کوئی بیمار بھی ہوتا ہے اور کوئی بوڑھا اور کوئی کام کاج والا''۔

بخاری جلد نمبر ۳ باب ۸۴۰، حدیث نمبر ۱۴۱۹۔

حضرت جندب کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص خلقت کو سنانے کے لئے نیک کام کرے اللہ قیامت کے دن اس کی بد نیتی سب کو سنا دیگا، اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لئے نیک کام کرے اللہ قیامت کے دن سب لوگوں کو دکھا دے گا۔

بخاری جلد نمبر ۳، حدیث نمبر ۱۴۲۲:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا، اللہ ارشاد فرماتا ہے، جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے

میں اس کو یہ خبر دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ حج زکوٰۃ اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں جب اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر تو یہ حال ہوتا ہے کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ وہ اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں، وہ اگر دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو اس کو محفوظ رکھتا ہوں۔

اور مجھ کو کسی کام میں جو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا پس و پیش

نہیں ہوتا جتنا اپنے مسلمان بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ موت کو تکلیف کی وجہ سے برا سمجھتا ہے اور مجھے بھی اس کو تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

اب ذرا وہ جملے یاد کیجئے جو پچھلے صفحات میں درج کئے ہیں کہ نماز پڑھنے سے اللہ کی مدد نہیں آتی، عبادت کرنے سے آدمی ولی نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ یہ جملے مندرجہ بالا حدیث کے بالکل مخالف ہیں اور کفریہ جملے ہیں۔

اور یہ جملے اس حدیث قدسی کا بھی انکار کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۳۶۸، باب نمبر ۱۲۸۵، جلد نمبر ۳۔

حضرت انس سے روایت ہے حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس سے قریب ہوتا ہوں جب کوئی بندہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا

ہے، تو میں ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں جب وہ چلتا ہے ہوا میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔

حدیث نمبر ۲۳۹۳ جلد نمبر ۳:

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کچھ لوگ میرے بعد مشرق کی طرف سے نکلیں گے وہ بظاہر مسلمان ہونگے، قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترنے کا یہ لوگ دین سے ایسے باہر نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے پھر دین میں داخل نہیں ہوں گے۔ کفر پر ہی ان کا خاتمہ ہوگا یہاں تک کہ تیر اپنے چلہ میں پھر لوٹ آئے لوگوں نے پوچھا حضرت ان کی نشانی کیا ہے آپ نے فرمایا سر منڈانا۔

حدیث نمبر ۱۸۲۳:

حضرت علی فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ آسمان سے زمین پر گر پڑوں بجائے اس کے کہ میں حضور پر

جھوٹ باندھوں، دیکھو میں نے حضور سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں، اخیر زمانہ قریب ہے جب ایسے لوگ مسلمانوں میں سے نکلیں گے جو نو عمر بے وقوف ان کی عقل میں فتور ہوگا ظاہر میں تو ساری خلق کے کلاموں میں جو بہتر ہے یعنی حدیث وہ پڑھیں گے مگر درحقیقت ایمان ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

جلد نمبر ۳۔ باب نمبر ۶۴۸

اے پیغمبر کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تم سے محبت رکھے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۰۰:

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہو۔

حدیث نمبر۱۱۰۱:

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ایک شخص (ابودرداء یا ابو موسیٰ) میں سے کوئی حضور کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ اس شخص کی بابت کیا فرماتے ہیں، جس کو کچھ لوگوں سے محبت ہو، لیکن ان کے سے نیک اعمال نہ کرسکے۔ آپ نے فرمایا آدمی قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے، اگرچہ اس کے برابر نیک اعمال نہ کرسکے۔

حدیث نمبر۱۱۰۲:

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضور سے عرض کیا گیا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی نیک لوگوں سے محبت تو رکھتا ہے مگر ان کے سے نیک اعمال نہیں کرسکتا۔ آپ نے فرمایا۔ آدمی اسی کے ساتھ رہے گا۔ جس سے محبت رکھے۔

حدیث نمبر۱۱۰۳:

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لیئے ایسا کیا سامان کیا ہے (یعنی کیا تیاری کی ہے) وہ بولا میں نے تو کچھ بھی سامان نہیں کیا نہ میرے پاس بہت نمازیں ہیں اور نہ بہت روزے اور نہ بہت صدقے بس اتنی سی بات ہے کہ میں اللہ اوراس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا بس یہی کافی ہے تو اسی کے ساتھ رہے گا جس سے محبت رکھتا ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں اگر کچھ لوگ بزرگانِ دین سے عقیدت محبت رکھتے ہیں تو کونسا گناہ کرتے ہیں، بزرگانِ دین سے محبت رکھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ صحابہ سے اور حضور سے محبت نہ ہو بلکہ بزرگانِ دین کی محبت صحابہ کی محبت ہے اور صحابہ کی محبت حضور کی محبت ہے اور حضور کی محبت اللہ کی محبت ہے۔

روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلیں گے آخر زمانے میں کچھ لوگ اور طلب کریں گے دنیا کو دین کے ساتھ یعنی کمالات دین حاصل کریں گے طلب دنیا کے واسطے لوگوں کو رجھانے کے لئے بھیڑ کی کھالیں پہنے ہوں گے۔ ان کی زبان شکر سے زیادہ میٹھی ہوگی لیکن دل نہایت کڑوے بدتر ہوں گے۔ اور دل ان کے بھیڑیوں کے ہوں گے۔ اللہ فرماتا ہے کیا تم مجھ پر جرأت کرتے ہو سو میں بھی اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں میں اٹھاؤں گا ان پر ایک فتنہ کہ حیران رہ جائے گا ان کا عقلمند بھی۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

اب بزرگانِ دین کی عظمت اور بزرگی کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ دیکھیئے۔ اپنی مایہ ناز کتاب ''اخبارالاخیار'' میں رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا تذکرہ باعث رحمت و

قربت ہے۔ اس لئے کہ عاشق کو اپنے محبوب کا تذکرہ اچھا لگتا ہے اور محبوب بھی عاشق کا ذکر پسند کرتا ہے۔ غرضیکہ ان بزرگوں کا تذکرہ ایک ایسی عبادت ہے جسے ہر آدمی محنت ومشقت کے بغیر ہر حال میں ادا کرسکتا ہے۔ اور اللہ کا قرب اسے نصیب ہوسکتا ہے۔ ویسے بھی ماضی اور حال کے واقعات سننا لوگوں کی عادت میں داخل ہے پس بزرگوں کے حالات کا سننا جو باعث سعادت دارین بھی ہے، زیادہ اچھا ہے تاکہ طبیعت کی یہ خواہش بھی پوری ہوجائے اور عبادت بھی ہوجائے۔ دوسرے یہ کہ ذاکر ومذکور میں ایک ایسی نسبت ومحبت کی ضرورت ہے۔ جو باعث ذکر ہو۔ اور بزرگوں کے حالات اور واقعات کا سننے سے قلب میں بہت جلدی ایسی ہی امتیازی نسبت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ فطری بات ہے کہ بزرگوں کے حالات سن کر ہر شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ ان کو یہ سعادت ابدی صرف اس لئے حاصل ہوئی کہ وہ حسنِ عمل

کے پیکر تھے جس کی وجہ سے خود سننے والے دل میں حسن عمل کی طرف قدم بڑھانے کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ پاکیزہ اروح ہمارے اس طرح یاد کرنے سے خوش ہوں اور اس کے عوض میں وہ ہمیں بھی عالم آخرت میں یاد کریں اور مدد کے اپنے دروازے کھول دیں''۔

''اہل عقل و بصیرت اور باشعور حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ حالات کی بہترین اثر اندازی بلکہ افضل ترین عبادت اہل کمال حضرات کی رفاقت اور مقربان دربارِ الٰہی کی مجالست ہے کیونکہ ان کی استقامت کو دیکھ کر سالک کے لئے راہ عبادت کی بڑی بڑی تکلیف آسان ہو جاتی ہیں بلکہ وہ شکوک وشبہات جو حجاب کا سبب ہیں محض ان کی زیارت سے زائل ہو جاتے ہیں۔ اگر بفرض آدمی میں اتنی صلاحیت ہی نہ ہو کہ وہ کسی بزرگ کی صحت سے استفادہ حاصل کر سکے۔ تو اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ

اہل ولایت و کمال جو وجود کی لذت اور کمال مخصوص رکھتے ہیں اپنے پاس آنے جانے والے نا اہلوں کو بھی نعمتِ خداوندی سے نوازتے رہتے ہیں کیونکہ ایسا افادہ بھی ولایت کی ایک قسم ہے''۔

''جب انسان اہل کمال (بزرگانِ دین) کی صحبت اور عارفوں کے دیدار جمال سے بہرہ ور ہو جائے تو اس وقت ان بزرگوں کے حالات سے باخبر رہنا تاریکیوں کو ختم کرنے والا ہے۔ ان کے حالات سے واقف ہونے سے بھی وہی اثر ہوتا ہے۔ جو ان کی صحبت سے ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ان کی صحبت میں رہنے کے برابر ہے۔ اسی وجہ سے ہر زمانے میں بزرگوں کے اخلاق و عادات کو تحریر میں لا کر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اور ان کو ہر محفل و مجلس میں پڑھا جاتا ہے۔ اس سے طمانیت اور عبرت و نصیحت کے علاوہ اور بھی بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں سب سے پہلا یہ ہے کہ اولیاء کرام کا وجود ایک ہمہ گیر رحمت

اور عام نعمت ہے اور بموجب حکم خداوندی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو) ان بزرگوں کے حالات اور واقعات بیان کرنا ضروری ہے۔ جو دراصل ایک عظیم نعمت کا شکر ہے۔ ان بزرگوں سے عقیدت اور محبت رکھنا ضروری ہے۔

''جس نے اولیاء کرام کے مقامات کو نہیں پہچانا اس نے مفت کی خاص نعمت کی قدر نہ جانی اس نے نہ تو شکر ادا کیا اور نہ ان کی محبت کو اپنایا یقین جانو اس نے خدا کو بھی نہیں پہچانا۔''

آخر میں چند فارسی کے اشعار لکھ کر شیخ عبدالحق محدث اپنا منشاء بیان کرتے ہیں۔

''ڈھٹائی اور انکار کے راستہ پر مت چلو
دنیا سے اس کام کے انکار کرنے والے بن کر نہ جاؤ

درویشوں کی اس حالت کو غور سے دیکھو
ان کے عشق کی سوزش اور کوشش کو بھی دیکھو

اگر انھوں نے خدا کی طلب میں یہ کام نہیں کیا
تو پھر کس مقصد سے یہ سب کر گزرے

اگر ذوق و وجدان سے تم محروم ہوگئے ہو
تو ان کے معتقد ہو کر ایمان لے آؤ''